السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سائلہ سعدیہ رضی الدین نے اپنے استفتاء میں امام کی تقلید اور جبر کی طلاق ثلاثہ کا شرعی جواب طلب کیا تھا، لہذا تقلید شخصی کا حکم کے بعد اب جبری (طلاق مکرہ) طلاق کا جواب پیش خدمت ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اکراہ کی تعریف اور اسکی شرطوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جواب سے قبل اکراہ کی شرطوں کی جان لینا مناسب ہے تاکہ مکروہ شخص کی شناخت ہوسکے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی:

اَلاکراہ ھوالاِلزام الغیر بما لایریدہ ۔ یعنی اکراہ کا مفہوم یہ ہے کہ غیر کو اس چیز پر مجبور کر دینا جس کو چاہتا نہ ہو۔ شروط الاکراہ اربعۃ لاَول : اَن یکون فاعلۃ قادرا علی ایقاع ما یھدد بہ والمامور عاجزا عن قع ولو بالفرار (ابن ماجۃ باب طلاق المکرہ والناسی ص 147 وحسنہ النووی)

الثانی : اَن یغلب علی ظنہ اَنہ اِذا متنع اوقع بذالک

الثالث : اَن یکون ماھدد بہ فوریا فلو قال اِن لم تفعل کذا ضربتک غدا لا یعد مکرھا ویستثنی ما اذا ذکر زمنا قریبا اَو جرت العادۃ بَانہ لایخلف الرابع ۔ اَن لا یظھر من المامور ما یدل علی اختیارہ)(فتح الباری کتاب الاکراہ ج 12 ص 385.)

1: فاعل (دھمکانے والے) نے جس سزا کی دھمکی دی ہے : اس کے وقوع پر قادر ہو اور مامور جس کو دھمکی دی گئی ہو اس کے دفاع سے بالکل عاجز ہو حتیٰ کہ وہ وہاں سے فرار بھی نہ ہوسکتا ہو۔

2: مامور کا ظن غالب ہو کہ جب اس نے فائل کا مطالبہ پورا نہ کیا تو سزا مل کر رہے گی۔

3: جس سزا کی دھمکی دی ہے ہو اس کا وقوع فوری ہو۔ اگر یوں کہا تو نے اس طرح ن کیا تو تجھے کل سزا دون گا تو یہ شخص مکرہ تصور نہ ہوگا۔ مگر قریبی زمانہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یا فاعل کی عادت معلوم ہو کہ جو اس نے کہا ہے اس خلاف نہیں کرے گا۔

4: مامور سے کسی ایسی بات کا اظہار نہ ہو جو اس کے اختیار پر دلالت کر رہی ہو۔ جس شخص میں یہ چار شرطین موجود ہوں گی وہ شرعی مکرہ ہوگا ورنہ نہیں۔

مکرہ (مجبور) انسان کی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع میں فقہاء کے ہاں اختلاف ہے ،جمہور سلف وخلف کے نزدیک مکرہ کی (جس کی گردن پر تیز دھار آلہ قتل یا گن پوائنٹ) کی طلاق واقع نہیں ہوتی جب کہ فقہائے احناف کے نزدیک مکرہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

جمہور علمائے سلف وخلف کے دلائل حسب ذیل ہیں:

مکرہ (مجبور) شخص صاحب ارادہ ہوتا ہے اور نہ صاحب اختیار جب کہ شرعی تکلیف (شرعی حکم کی بجاآوری) کا دارومدار ارادہ اور اختیار پر استوار نہ ہوں گے تو تکلیف (شرعی حکم کی بجاآوری) بھی مکلف پر لاگو نہیں ہوگی اور مکرہ (مجبور شدہ شخص) اپنے تمام تصرفات میں مسؤل نہ ہوگا کیونکہ وہ مسلوب الاختیار، یعنی بے بس ہوتا ہے وہ صاحب ارادہ اور اپنی کاروائی میں مختار نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ جان بچانے کے لئے کلمہ کفر بول دینے یا کفر کا کام کر دینے والا شخص شرعاً کافر متصور نہ ہوگا جبکہ اس کا دل ایمان پر قائم ہو۔

قرآن مجید میں ہے:

اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَٮِٕنٌّ بِالۡاِيۡمَانِ...١٠٦... النحل

: مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہو تو اس پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔،، تفسیر جلالین میں ہے ''

(اِلا من اِکرہ علی التلفظ بالکفر فتلفظ وقلبہ مطمئن بالایمان (ص: 226

یعنی جس شخص کو کلمہ کفر بولنے پر مجبور کیا جائے اور وہ اپنی زبان سے کلمہ کفر کہہ دے، حالانکہ اسکا دل ایمان پر قائم ہے تو وہ شرعاً کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کرئی زور آور مسلمان کسی کمزور کافر کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرے اور وہ کافر بادل نخواستہ زبان سے اسلام قبول کرلے اور کلمہ شہادتین پڑھ لے تو اس کا اسلام صحیح نہ ہوگا علی ہذالقیاس زبردستی کی طلاق بھی شرعاً معتبر نہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وضع

عن اُمتی الخطاَ والنسیان وما استکرھوا علیہ ". ''میری امت سے خطا نسیان اور اکراہ کی کارروائی اٹھا لی گئی ہے ، یعنی ان تینوں حالتوں میں کسی قسم کی کارروائی شرعا معتبر نہ ہوگی اور اس پر کوئی فرد جرم عائد نہ ہوگی ، لہذا زبردستی ،، کے ساتھ حاصل کی گئی طلاق شرعی طلاق نہ ہوگی ۔

السید محمد سابق مصری 212ج2ص (فقہ السنۃ : . وابن عباس ، وعلی بن اَبی طالب ، وابنہ عبداللہ ، وبہ قال عمر بن الخطاب ، وداود من فقہاء الامصار ، واَحمد ، والشافعی ، والی ہذا ذہب مالک . ارقام فرماتے ہیں : .)

حضرت عبد   حضرت علی بن ابی طالب ،   حضرت عبداللہ بن عمر ،   امام مالک ، امام شافعی ، احمد ، امام دواؤد ظاہری رحمہم اللہ جمہور فقہاء امصار کا یہی قول ہے کہ جبر واکراہ پر مبنی طلاق واقع نہیں ہوتی ، حضرت عمر بن خطاب '' اللہ بن عباس   کا بھی یہی قول اور فتویٰ ہے ۔

رہے فقہائے احناف تو اگرچہ ان کے نزدیک مکرہ کی طلاق شرعا معتبر ہے ۔ مگر یہ صرف ان کی رائے محض ہے ان کے پاس اپنے اس قول کی کوئی دلیل موجود نہین ، جیسا کہ علماء محققین اور فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے

السید سابق مصری احناف کے اس بودے اور بے بنیاد فتوئ اور مذہب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

312ج2ص (وقال ابو حنیفۃ واصحابہ طلاق المکرہ واقع ولا حجۃ لھم فیما ذھبوا الیہ فضلا عن مخالفتھم لجمھور الصحابۃ : (فقہ السنۃ :

کہ اگرچہ امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کہتے ہیں کہ مکرہ کی طلاق پڑجاتی ہے ، مگران کے پاس اپنے اس قول کی

مذکورہ آیت قرآنی اوراحادیث کے مطابق اور جمہور سلف وخلف کے مذہب وفتاویٰ کے مطابق مکرہ (مجبور وبے بس) انسان کی طلاق شرعا معتبر نہیں اور یہی صحیح اور صواب ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص832

محدث فتویٰ